سلسلة قصص الانبیاء

15

پرانی لاش

اشتیاق احمد

پُرانی لاش

قصہ سیّدنا مُوسیٰ علیہ السلام 1

اشتیاق احمد

پُرانی لاش

سلیم اور فاروق سکول سے گھر آئے تو ان کے چہروں پر بے چینی کے اثرات نمایاں تھے۔ان کی والدہ نے یہ بات فوراً ہی محسوس کر لی، وہ بولیں:

''خیر تو ہے، آج تم کچھ پریشان سے لگ رہے ہو؟''

''امی جان! کیا ہزار ہا سال پہلے مرنے والے کسی شخص کی لاش آج تک صحیح سلامت رہ سکتی ہے۔'' سلیم نے کہا۔

''ہاں! کیوں نہیں، انبیاء کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ قبروں میں ان کے جسم بالکل سلامت ہیں۔''

''میں انبیاء کی بات نہیں کر رہا، امی جان!''

''پیارے نبی محمد ﷺ کے کچھ صحابہ کرام کے جسم بھی بالکل سلامت نظر آئے ہیں۔ کسی ضرورت کے تحت ان کی قبروں کو کھودا گیا تو ان کے جسم بالکل تروتازہ تھے۔''

سلیم کی والدہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ان کی بات بھی نہیں کر رہا۔'' سلیم پھر بول اُٹھا۔

''تب پھر تم کس کی بات کر رہے ہو؟''

''کسی گناہ گار، دنیا دار آدمی کی لاش بھی بالکل درست حالت میں رہ سکتی ہے؟''

''نہیں، بالکل نہیں۔'' ان کی والدہ فوراً بولیں۔

''تب پھر ہمارے ماسٹر صاحب نے ایسی بات کیوں کہی۔ وہ ہمیں آثارِ قدیمہ پر مضمون پڑھا رہے تھے۔ اس دوران میں انھوں نے بتایا کہ ہزار ہا سال گزر جانے پر بھی فرعون کی لاش آج تک صحیح حالت میں موجود ہے۔''

''اوہ! اب میں سمجھی، وہ اور بات ہے بیٹا۔''

''جی کیا مطلب؟ کیا آپ بھی وہی کہتی ہیں جو ہمارے ماسٹر صاحب نے کہا ہے۔''

''ہاں بیٹا! انھوں نے درست بات بتائی ہے۔''

''لیکن کیسے امی جان! آخر یہ کیسے ممکن ہے؟''

''اس کا جواب ایک دو جملوں میں تو دیا نہیں جا سکتا۔ یہ کہانی تو شروع سے لے کر آخر تک سنانا پڑے گی۔''

''پھر آپ ہمیں آج ہی یہ کہانی سنائیے۔ ہم بہت بے چینی محسوس کر رہے ہیں۔''

''اچھی بات ہے۔عشاء کی نماز کے بعد سہی، اس سے پہلے تو گھر کے کام کاج ہوتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے امی جان!''

عشاء کی نماز کے بعد سلیم اور فاروق نے اپنی والدہ کے بستر پر قبضہ جما لیا۔ وہ ان کے ساتھ والے بستر پر لیٹ گئیں، اس حالت میں انھوں نے کہانی شروع کی:

''اس واقعے کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے۔ پہلے تمھیں یہ جاننا ہوگا کہ بنی اسرائیل کون تھے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔ آپ کے بیٹے سیدنا یوسف علیہ السلام کے بارے میں تو تم جانتے ہی ہو کہ وہ مصر کی حکومت کے اہم عہدیدار بن گئے تھے۔ بعد میں انھوں نے اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو بھی وہیں بلا لیا تھا، اور مصر میں آباد ہو گئے تھے۔ ان لوگوں کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی بنی اسرائیل نسل در نسل مصر میں آباد رہے۔

ادھر مصر میں ایک کے بعد دوسرا بادشاہ آتا رہا۔ پھر ایک بادشاہ ایسا آیا جو اللہ کے

وجود کا منکر، حد درجے ظالم اور مغرور تھا۔ یہ کافر بادشاہ اس حد تک بڑھا کہ خود کو اللہ کہلوانے لگا، یعنی خود معبود بن بیٹھا۔ اس نے اللہ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ لوگوں سے اپنی عبادت کرانے لگا۔ یہی بادشاہ آج فرعون کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ویسے تو مصر کے ہر قدیم حکمران کا لقب فرعون تھا۔

یہ فرعون حد سے بڑھ گیا۔ اس نے لوگوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنی
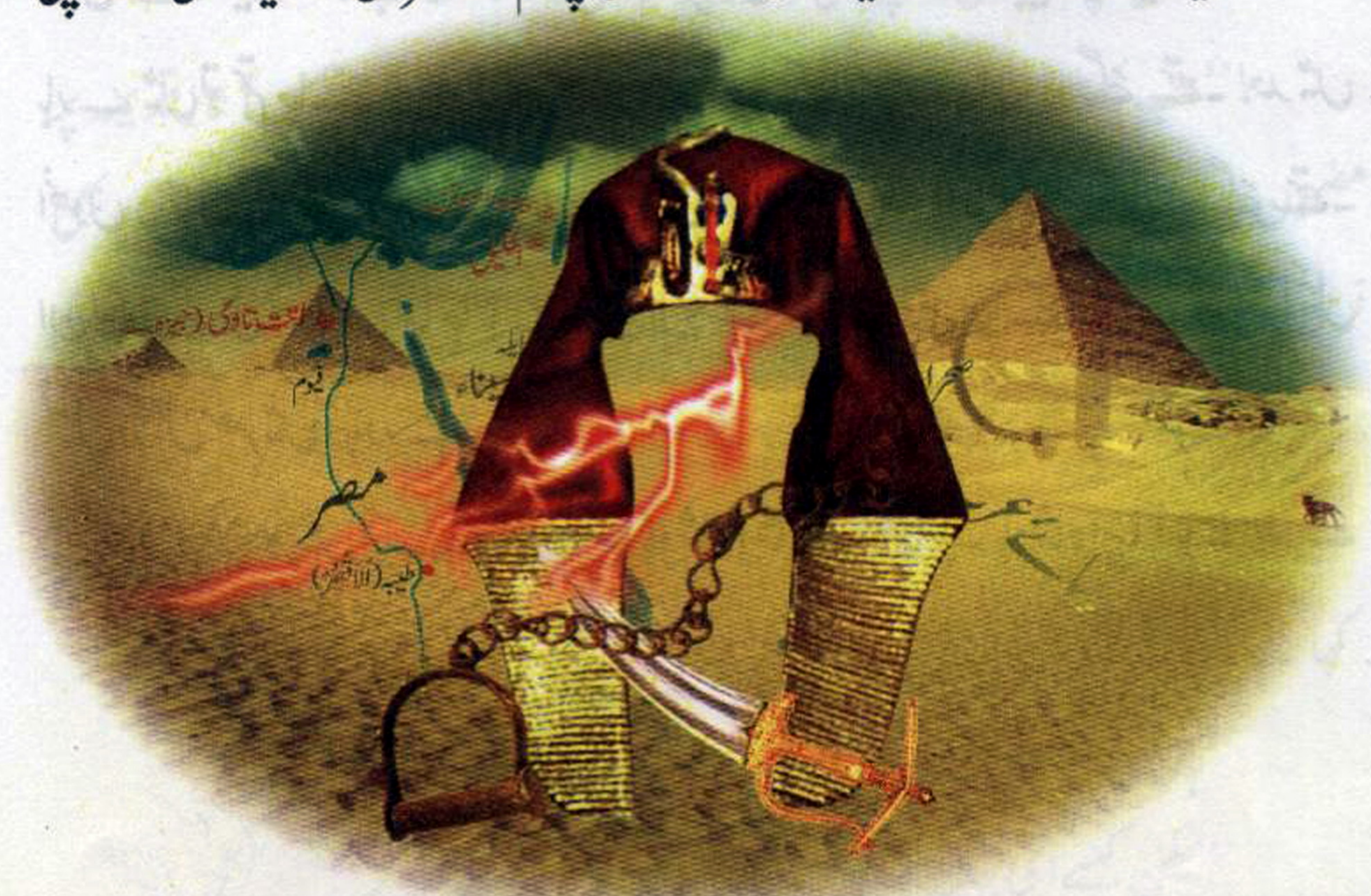
رعایا کو گروہوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ان پر آسانی سے حکومت کر سکے۔ ان میں سے ایک گروہ بنی اسرائیل کا تھا۔ یہ لوگ اللہ کے نبی سیدنا یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی نسل سے تھے اور اس وقت یہی لوگ زمین پر سب سے بہتر تھے۔ لیکن اس ظالم بادشاہ نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا لیا اور ان پر ظلم وستم کرنے لگا۔

اسی فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ ہے جو بیت المقدس کی طرف بڑھ

رہی ہے۔ اس آگ نے مصر کے سب گھروں اور لوگوں کو جلا کر راکھ کر دیا ہے، لیکن اس آگ نے بنی اسرائیل کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ اس خواب نے فرعون کو خوف زدہ کر دیا۔ اس نے اپنے کاہنوں اور جادوگروں کو طلب کیا۔ اپنا خواب انھیں سنایا اور ان سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انھوں نے خواب کی تعبیر یہ بتائی:

'اے بادشاہ! بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے، وہ تیری بادشاہت کو ختم کر دے گا۔ اہلِ مصر اس کے ذریعے سے ہلاک ہو جائیں گے۔'

خواب کی تعبیر سن کر فرعون نے دل میں ٹھان لی کہ وہ اس لڑکے کو زندہ ہی نہیں چھوڑے گا۔ لڑکا زندہ بچے گا نہ اس کی حکومت کے لیے خطرہ بنے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا:

'جونہی بنی اسرائیل کی کسی عورت کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہو، اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔''

''اُف توبہ! کس قدر ظالمانہ حکم دیا اس نے۔'' فاروق نے کانپ کر کہا۔

''ہاں بچّو! اس کے حکم پر عمل شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی، اور اس نے اہلِ مصر کے کئی گروہ بنا دیے۔ ان میں سے ایک گروہ کو اس نے کمزور جان کر دبا رکھا تھا۔ وہ ان کے بیٹے ذبح کرتا اور ان کی بیٹیاں زندہ رکھتا۔ بلاشبہ وہ

فسادیوں میں سے تھا۔‘

یہاں زمین سے مراد مصر ہے اور گروہ سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔‘‘ امی جان نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا۔

’’اب بنی اسرائیل کے ہر پیدا ہونے والے لڑکے کو قتل کیا جانے لگا۔ آخر ان خوفناک حالات میں ایک خوبصورت، نورانی چہرے اور دل کش جسم والا بچہ پیدا ہوا۔ یہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پریشان ہوگئیں کہ اب کیا کریں۔ فرعون کے جاسوسوں کی نظروں سے اس بچے کو کس طرح بچائیں۔ آپ کی والدہ ایک انتہائی ایمان دار، نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی دعا قبول کر لی اور ان کی طرف الہام کیا:

’اسے دودھ پلا، جب تو اس کے بارے میں ڈرے تو اسے دریا میں ڈال دینا، اور نہ ڈرنا اور نہ غم کھانا۔ بے شک ہم اسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں اور اسے رسول بنانے والے ہیں۔‘

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا۔ ایک صندوق بنوایا۔ اس میں اپنے لختِ جگر کو رکھا اور صندوق دریائے نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا۔ صندوق آہستہ آہستہ ان کی نظروں سے دور ہوتا چلا گیا۔ انھوں نے اپنی بیٹی سے کہا:

’بیٹی! تم اس صندوق کے ساتھ ساتھ چلتی جاؤ تاکہ معلوم ہو، یہ کدھر جاتا ہے۔‘

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن دریا کے کنارے کنارے صندوق پر نگاہ جمائے چلتی رہیں، لیکن وہ صندوق کو اس طرح دیکھ رہی تھی کہ فرعون کے سپاہیوں کو اس پر شک نہ گزرا۔

صندوق اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں پانی پر تیر رہا تھا۔ وہ ساحل کے قریب آتا چلا گیا۔ دریا کے کنارے فرعون کا محل تھا۔ وہ اس محل کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ ایسے میں ملکہ کی چند نوکرانیاں ادھر سے گزریں۔ ان کی نظر صندوق پر پڑی۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھیں اور اس کو دریا سے نکال لیا، انھوں نے وہ صندوق فرعون کی بیوی کے سامنے جا رکھا۔ فرعون کی بیوی نے صندوق کے اندر حرکت محسوس کی۔ اس کا دل دھڑک اُٹھا۔ وہ صندوق کھول کر دیکھنے کے لیے بے تاب ہو گئی، اور صندوق کے اندر ایک بچے کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی۔ وہ ایک انتہائی خوبصورت دودھ پیتا بچہ تھا۔ اس کے چہرے پر بہت زیادہ معصومیت تھی۔ بچہ صندوق کے اندر پُرسکون انداز میں لیٹا ہوا تھا۔ جب اس کی نظریں بچے پر

پڑیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بچے کی محبت ڈال دی۔ اس نے فوراً بچے کو اپنے ہاتھوں میں اُٹھالیا۔ اسے اپنے سینے سے لگایا، یوں جیسے اس کا اپنا بچہ ہو، کیونکہ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔

فرعون کو بچے کی خبر ملی تو وہ بھی وہیں آ گیا۔ بچے کو دیکھتے ہی اس کا رنگ بدل گیا، بیوی سے بولا:

'یہ کیا............ بچہ؟'

پھر وہ اپنے سپاہیوں کی طرف مُڑا اور ان سے بولا:

'اس بچے کو لے جا کر قتل کر دو۔'

فرعون کی بیوی یہ سنتے ہی رونے لگی۔ روتے ہوئے اس نے فرعون سے کہا:

'یہ تو میرے لیے اور تیرے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔'
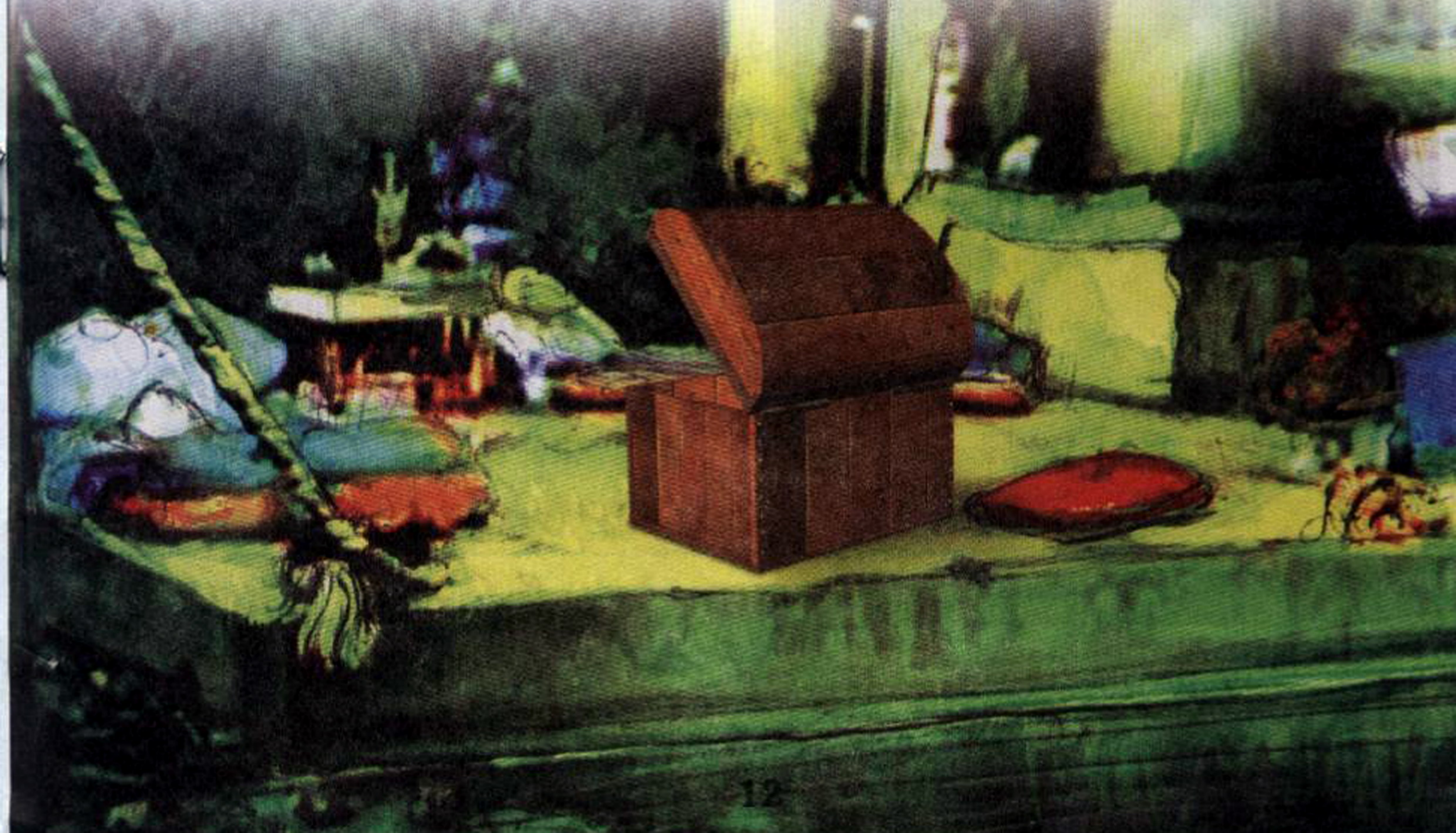
بیوی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فرعون نرم پڑ گیا۔ اسے بھی احساس تھا کہ اس کی ملکہ اولاد کی نعمت سے محروم ہے، چنانچہ اس نے سپاہیوں سے کہا:

'اچھا اسے چھوڑ دو۔ اس کے پاس ہی رہنے دو۔'

یہ کہہ کر وہ واپس مڑ گیا۔ فرعون کی بیوی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ بچہ پُرسکون انداز میں اس کے سامنے لیٹا تھا، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچے کو بھوک ستانے لگی۔ وہ رونے لگا۔ فرعون کی بیوی سمجھ گئی بچے کو بھوک لگی ہے۔ اس نے اپنی نوکرانیوں کو حکم دیا:

'بچے کے لیے کوئی دودھ پلانے والی لائی جائے۔'

نوکرانیاں گئیں اور ایک دودھ پلانے والی کو لے آئیں۔ اس نے بچے کو دودھ پلانے کی کوشش کی، لیکن بچے نے اس کا دودھ نہ پیا۔ وہ مسلسل رو رہا تھا۔

نوکرانیاں ایک اور دودھ پلانے والی کو لے آئیں۔ بچے نے اس کا دودھ بھی نہ پیا۔ اس طرح ایک ایک کر کے دودھ پلانے والیاں آتی رہیں اور ناکام ہو کر واپس لوٹتی رہیں۔ فرعون کی بیوی پریشان ہوگئی کہ اگر اس نے دودھ نہ پیا تو زندہ کیسے رہے گا۔ اس نے نوکرانیوں کو حکم دیا:

'اس بچے کو باہر بازار میں لے جاؤ شاید تمہیں کوئی عورت مل جائے جو اسے دودھ پلا سکے۔'

وہ اسے بازار میں لے گئیں۔ بچے کو دودھ پلانے والی خواتین جمع ہوگئیں۔ ہر ایک نے آپ کو دودھ پلانے کی کوشش کی، لیکن کوئی کامیاب نہ ہوسکی۔ بچے کی بہن یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ نوکرانیوں کے نزدیک آئی اور بولی:

'میں تمھیں ایک گھر والوں کا پتا نہ بتاؤں جو تمھارے لیے اس کی پرورش بھی کریں گے اور اس کے خیر خواہ بھی ہوں گے؟'

نوکرانیاں بے چینی کے عالم میں فوراً بولیں:

'کہاں ہیں وہ؟ ہمیں ان تک لے چلو۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بہن انھیں گھر تک لے آئی۔ نوکرانیاں بچے کو لیے اندر داخل ہوئیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بچے کو دیکھا، لیکن انھوں نے اپنے دل پر قابو پالیا اور اپنی بے پناہ خوشی کو بھی ان پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ اس خیال سے کہ کہیں انھیں معلوم نہ ہو جائے کہ یہ تو انھی کا بچہ ہے۔

نوکرانیوں نے انھیں بتایا کہ انھیں بچے کے لیے دودھ پلانے والی کی تلاش ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بچے کو بڑے پیار سے ہاتھوں میں لے لیا۔ اسے اپنے سینے سے لگایا۔ پھر دودھ پلانے کی کوشش کی۔ بچہ فوراً ہی دودھ پینے لگا۔ نوکرانیاں یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

ان میں سے ایک نوکرانی یہ خوش خبری سنانے کے لیے دوڑی۔ اس نے فرعون کی بیوی کو بتایا:

’ہم نے دودھ پلانے والی تلاش کرلی ہے۔‘

وہ بہت خوش ہوئی۔ اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ محل میں آئیں۔ وہ وہاں پہنچیں تو فرعون کی بیوی نے کہا:

’میری خواہش ہے کہ آپ بچے کو محل میں رہ کر دودھ پلائیں۔ میں آپ کو مالا مال کردوں گی۔‘

اس کی بات سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا:

’مجھے افسوس ہے، میں آپ کے پاس محل میں نہیں رہ سکتی، میرے شوہر اور میرے بچے ہیں۔ میں انھیں چھوڑ کر یہاں کیسے رہ سکتی ہوں۔‘

اس پر فرعون کی بیوی نے کہا:

’لیکن یہ بچہ تو آپ کے علاوہ کسی کا دودھ پیتا ہی نہیں، پھر یہ مسئلہ کیسے حل ہوگا؟‘

جواب میں انھوں نے کہا:

’میں بچے کو اپنے گھر لے جاتی ہوں۔ میں اسے دودھ پلانے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کی ذمہ داری قبول کرتی ہوں۔‘

یہ سن کر فرعون کی بیوی نے کہا:

’اچھی بات ہے، یونہی سہی، لیکن میری ایک شرط ہے، بچہ جونہی دودھ چھوڑنے کی عمر کو پہنچے، آپ اسے میرے حوالے کر دیں گی تاکہ یہ محل میں پروان چڑھے اور میری نگرانی میں رہے۔‘

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حامی بھرلی۔ فرعون کی بیوی نے حکم جاری کیا:

'اس دودھ پلانے والی کی تنخواہ مقرر کردی جائے۔ اس کے علاوہ دوسرے اخراجات، ملبوسات اور ضرورت کی سب چیزیں اسے مہیا کی جائیں۔'

اس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے لختِ جگر کو اپنے سینے سے لگائے گھر لوٹ آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾

'چنانچہ ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس واپس لوٹا دیا تاکہ اس کی

آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے اور وہ جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

"سبحان اللہ! یہ بات سن کر کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔" سلیم بول اُٹھا۔

"ماشاء اللہ! اب آگے سنو! جب دودھ پلانے کا زمانہ پورا ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام کو محل میں بھیج دیا گیا۔ اب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے محل میں شروع ہوئی، یہاں تک کہ آپ جوان ہو گئے۔ آپ بہت باحوصلہ اور بلند اخلاق والے تھے۔ فقراء اور مسکینوں پر نرمی فرماتے تھے۔ کمزوروں اور ناداروں کی مدد فرماتے تھے، مظلوموں کے کام آتے تھے۔

ایک روز ایسا ہوا کہ آپ ایسے وقت میں شہر کے ایک راستے سے گزر رہے تھے جس وقت کوئی زیادہ آمد و رفت نہیں تھی۔ ایسے میں آپ نے دو آدمیوں کو جھگڑتے دیکھا۔ ان میں سے ایک تو آپ کی قوم یعنی بنی اسرائیل سے تھا اور دوسرا قِبطِی یعنی فرعون کی قوم سے تھا۔

اسرائیلی نے جونہی آپ کو دیکھا، بلند آواز میں مدد کے لیے پکارا۔ وہ آپ کو جانتا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ آپ بھی بنی اسرائیل سے ہیں اور فرعون کے محل میں پلنے کی وجہ سے آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ انھی باتوں کی وجہ سے اس نے کہا:

'اے موسیٰ! اس قبطی کے مقابلے میں میری مدد کریں۔'

آپ ان دونوں کی طرف بڑھے۔ وہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا تھے۔ ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو بہت پریشان ہوئے۔ آپ نے

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

'اے میرے پروردگار! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے لہٰذا تُو میری مغفرت فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔'

فرعون تک بھی یہ بات پہنچ گئی کہ ایک قبطی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اتنا اندازہ اسے

ہو گیا کہ یہ کسی اسرائیلی کا کام ہے، لیکن وہ یہ نہ جان سکا کہ اصل قاتل کون ہے۔ اس نے ٹوہ لگانے والے لوگ روانہ کر دیے تا کہ قتل کے بارے میں معلوم کر سکیں۔

ادھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے شہر میں فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے ہوئے رات بسر کی۔ وہ خوف زدہ تھے کہ کہیں فرعون کو معلوم نہ ہو جائے کہ یہ ان کا کام ہے۔

دوسرے دن صبح آپ اسی واقعہ کی وجہ سے پریشانی میں گم چلے جا رہے تھے کہ اچانک اسی اسرائیلی نے پھر آپ کو مدد کے لیے پکارا۔ آج وہ ایک دوسرے آدمی سے جھگڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام غصے میں آ گئے۔ آپ نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا:

'بلاشبہ تُو تو بہت گمراہ شخص ہے۔'

وہ اسرائیلی ڈر گیا۔ اس نے خیال کیا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اسے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں، چنانچہ وہ پکار اُٹھا:

'اے موسیٰ! کیا تُو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے، جیسے تُو نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔'

جونہی اسرائیلی نے یہ الفاظ کہے کہ قبطی کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ہلاک کیا ہے۔ بس پھر کیا تھا، فرعون تک بھی یہ اطلاع پہنچ گئی۔ اسے بھی معلوم ہو گیا کہ قبطی کے قاتل سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس نے فوراً اپنے سپاہیوں کو حکم دیا:

'موسیٰ کو تلاش کر کے اس کے سامنے حاضر کیا جائے۔'

فرعون کے دربار میں ایک بھلا آدمی بھی موجود تھا۔ وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے محبت

کرتا تھا، جونہی اس نے فرعون کو یہ حکم دیتے سنا، وہ دربار سے نکل آیا اور ایک مختصر راستے سے ہوتا ہوا سیدنا موسیٰ علیہ السلام تک پہنچ گیا۔ ان کے سامنے پہنچتے ہی اس نے کہا:

'اے موسیٰ! بلاشبہ دربار والے تیرے خلاف مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر ڈالیں۔ لہٰذا تُو نکل جا، بے شک میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔'

آپ اسی وقت شہرِ مصر سے نکل گئے۔ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں قبطیوں میں سے کوئی انھیں پکڑ نہ لے۔ آپ کو تو راستے بھی معلوم نہیں تھے۔ کچھ معلوم نہیں تھا کہ کہاں جائیں گے، کس کے پاس جائیں گے، کون انھیں پناہ دے گا۔ بس چل پڑے اور چلتے رہے۔ آپ ڈرے ڈرے اور سہمے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھتے اور ساتھ دعا بھی کر رہے تھے:

'اے میرے رب تُو مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔'

راستہ بہت خشک، ویران اور موسم گرم تھا۔ انھیں کھانے کو بھی کچھ نہ مل سکا۔ سفر میں انھیں بے شمار تکالیف برداشت کرنا پڑیں، تاہم آپ نے سفر جاری رکھا۔ آپ فرما رہے تھے:

'مجھے اُمید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ کی ہدایت دے گا۔'

آخر آپ مدین کی سرزمین تک جا پہنچے۔ آپ اس وقت بہت تھکے ماندے اور بھوکے پیاسے تھے۔ آپ کو یہاں ایک کنواں نظر آیا۔ راستے میں آپ نے صرف درختوں کے پتے کھا کھا کر گزارا کیا تھا۔ آپ تھے بھی ننگے پاؤں، مسلسل چلنے کی وجہ سے جوتے گِھس کر کہیں گر گئے تھے۔

آپ نے کنویں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ وہ کنویں سے خود بھی پانی پی رہے تھے اور

قال رب نجنی من القوم الظالمین
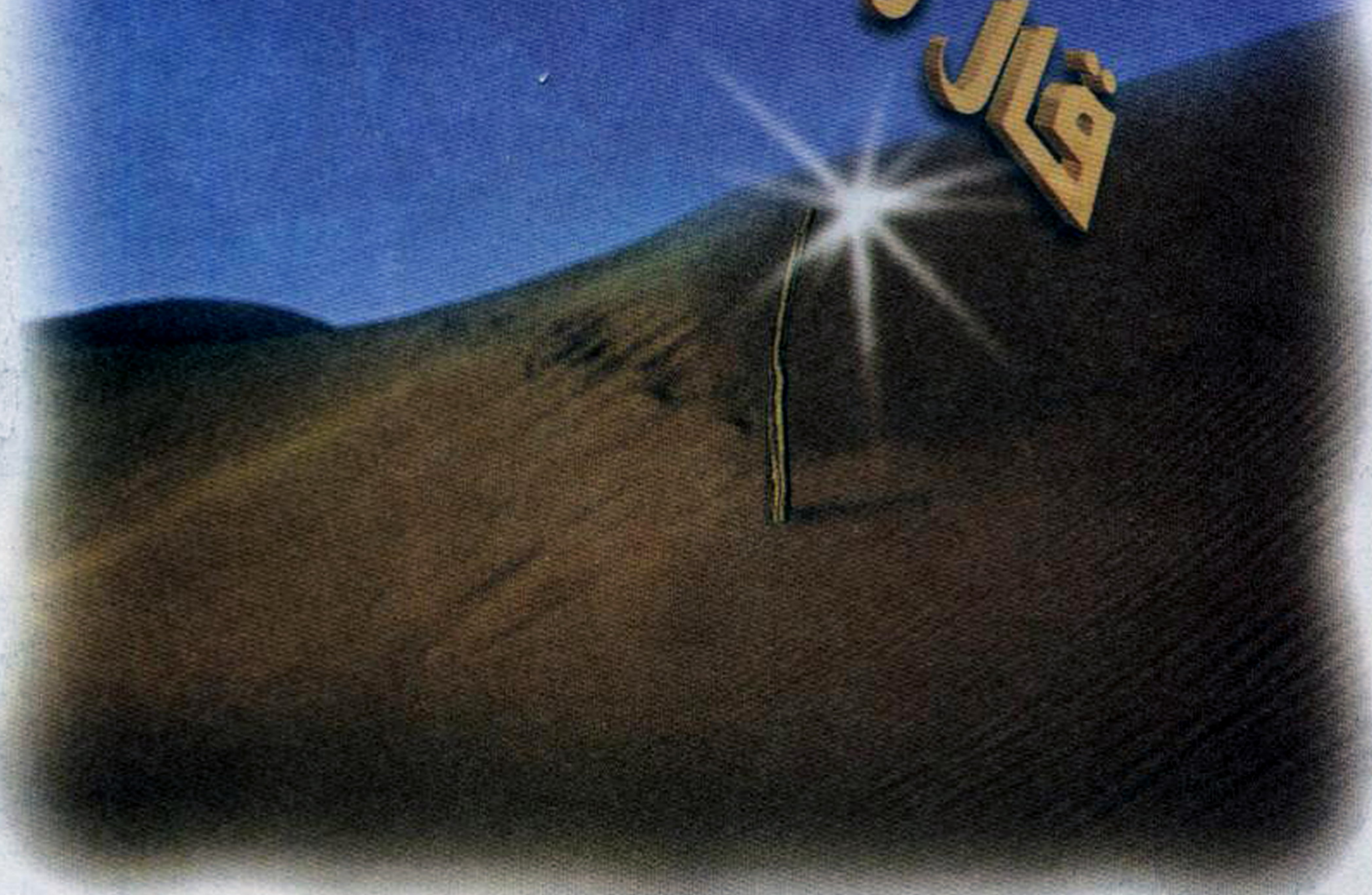
اپنی بکریوں اور دوسرے جانوروں کو بھی پلا رہے تھے۔

وہ سب اس کوشش میں تھے کہ آگے بڑھ کر پہلے اپنے مویشیوں کو پانی پلائیں۔ کنوئیں سے کچھ فاصلے پر دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔ ان کے پاس بھی بکریاں تھیں۔ لیکن وہ مردوں کے ہجوم میں گھسنے سے عاجز تھیں اور ان لوگوں کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام فوراً سمجھ گئے کہ انھیں مدد کی ضرورت ہے، چنانچہ آپ ان کے

پاس پہنچے اور ان سے بولے:

'تمہارا کیا معاملہ ہے؟'

'ہم ان کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے ہم کنویں تک کیسے جاسکتی ہیں۔ جب یہ سب اپنے جانوروں کو پانی پلا چکیں گے، تب ہم اپنی بکریوں کو پانی پلائیں گی۔ ہمارے ابا جان ہیں، لیکن وہ بہت زیادہ بوڑھے ہیں۔'

لڑکیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

ان کی بات سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بکریوں کو کنویں کی طرف ہانکا اور کنویں کے پاس لے آئے۔ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد کنویں پر بھاری پتھر رکھ دیا کرتے تھے جسے تقریباً دس آدمی اُٹھاتے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اکیلے وہ پتھر ہٹایا اور ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ دونوں لڑکیوں نے اس پر آپ کا شکریہ ادا کیا، پھر اپنے گھر کی طرف چل دیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام بکریوں کو پانی پلانے کے بعد پھر سائے میں آ بیٹھے۔ اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم اور نعمتوں کا سوال ان الفاظ میں کیا:

'اے میرے رب! بے شک تُو میری طرف جو بھی خیر نازل کرے، میں اس کا محتاج ہوں۔'

ادھر دونوں بچیاں گھر پہنچیں۔ والد کو ان کے جلد واپس آ جانے پر حیرت ہوئی۔

یہاں پہنچ کر امی جان خاموش ہوگئیں۔ انھوں سلیم اور فاروق کی طرف دیکھا وہ دونوں کہانی سننے میں پوری طرح مگن تھے۔

امی جان نے مسکرا کر کہا، اب مجھے نیند آ رہی ہے۔ باقی کہانی کل یہیں سے شروع کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

بچے ماں کا حکم مانتے ہوئے سونے کے لیے چلے گئے۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

جاننے کے لیے پڑھیے اسی کہانی کا اگلا حصہ "جادوگروں سے مقابلہ"

دنیا میں لوگوں کے لیے عبرت کا بہت سامان ہے
کہیں پہاڑوں کے اندر تراشے ہوئے مکان
کہیں پرشکوہ اہرام، کہیں بکھرے ہوئے شکستہ کھنڈرات
کہیں محلات کے ادھورے ستون اور
کہیں عجائب گھروں میں رکھے نوادرات!
البتہ ''لاش'' سے عبرت کا واقعہ بہت انوکھا ہے
کوئی لاش عبرت کا باعث کیسے بن سکتی ہے؟
اُس لاش کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟
اور اُس لاش کے گرد کیا کیا کہانیاں گردش کر رہی ہیں؟
یہ سب ''پرانی لاش'' کے مطالعے سے پتا چلے گا